الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

ٹیلیفون نمبر ۹۱

روزنامہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... بیرون ہند سالانہ ...

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

جلد ۲۶ | ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ | ۲۳ اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۹۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ۸ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج سر درد کا دورہ اور نزلہ ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

کلکتہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو بخار ہے۔ اور وہاں ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

صاحبزادہ وسیم احمد ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو بخار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

معلوم ہوا ہے۔ ڈیرہ بابا نانک کا جلسہ ۱۹-۲۰ کو بخیر و خوبی ہوا۔ اور پُر رونق رہا۔ مولوی محمد سلیم صاحب مولوی دل محمد صاحب۔ مولوی سید احمد علی صاحب گیانی عباداللہ صاحب مولوی محمد شریف صاحب اور مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے تقریریں کیں۔ صدارت کے فرائض مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے سرانجام دیئے۔ تقریروں کا اثر غیر مسلم طبقہ پر بالخصوص اچھا رہا۔ کل رات مولانا نیر نے میجک لینٹرن کے ذریعہ تقریر کی آج کے جلسہ میں شمولیت کے لئے جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ اور جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر دعوت و تبلیغ بذات خود تشریف لے گئے۔

تحقیقاتی کمیشن کے مندرجہ ذیل ممبر صاحبان نے جمعہ کی صبح کو اپنا کام شروع کیا۔ اور تین دن متواتر صبح سے رات تک کام کرتے رہے۔ آج شام اتوار کے دن انہوں نے کام ختم کیا ...

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میرا آنا اللہ اور رسول کے وعدے کے مطابق ہے

"ہم قال اللہ اور قال الرسول کو مانتے ہیں۔ پھر خدا کی وحی کو مانتے ہیں۔ میرا آنا اللہ اور رسول کے وعدے کے مطابق ہے۔ جو شخص خدا اور رسول کی ایک بات مانتا ہے اور دوسری نہیں مانتا۔ وہ کس طرح کہہ سکتا ہے۔ کہ میں خدا پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ تو وہ بات ہے۔ جو قرآن شریف میں تذکرہ ہے۔ کہ وہ لوگ بعض پر ایمان لاتے ہیں۔ اور بعض پر ایمان نہیں لاتے۔ ورنہ در اصل ایمان نہیں ایک خدا اور اس کے رسول کا موعود اپنے وقت پر آیا۔ صدی کے سر پر آیا۔ نشانات لایا۔ عین ضرورت کے وقت پر آیا۔ اپنے دعوے کے دلائل صحیح اور قوی رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا انکار کیا ایک مومن کا کام ہے یہود بھی موحد کہلاتے تھے۔ اب تک ان کا دعوے ہے کہ ہم توحید پر قائم ہیں۔ نماز پڑھتے۔ روزہ رکھتے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانتے۔ اسی سبب کافر ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ کے ایک حکم فرمودہ رسول کی ایک بات کا بھی جو شخص انکار کرتا ہے۔ اور اس کے مخالف ضد کرتا ہے۔ وہ کافر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ان لوگوں کی غلطی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہیں۔ اور تمام اعمال حسنہ بجا لاتے ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ اعمالِ حسنہ کی توفیق بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہر قسم کے شرک انفسی آفاقی کا نکلنا۔ خلوص۔ لذت اور احسان کے ساتھ عبادت کا بجا لانا۔ یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے۔ اس کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہایت ہی ضروری ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کے محبوب بن جائیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ کہ نیک اعمال کی توفیق فضلِ الٰہی پر موقوف ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کا خاص فضل نہ ہو۔ اندر کی آلودگیاں دور نہیں ہو سکتیں۔ جب کوئی شخص نہایت درجہ کے صدق اور اخلاص کو اختیار کرتا ہے۔ تو ایک طاقت آسمانی ان کے واسطے نازل ہوتی ہے۔ اگر انسان سب کچھ خود کر سکتا۔ تو دعاؤں کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں اس شخص کو راہ دکھاؤں گا۔ جو میرے راہ میں مجاہدہ کرے۔ یہ ایک باریک رمز ہے حدیث میں آیا ہے۔ کہ تم سب اندھے ہو۔ مگر وہ جس کو خدا آنکھیں دے۔ اور تم سب مُردے ہو۔ مگر وہ جس کو خدا زندگی دے۔ دیکھو یہودیوں کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ مثل گدھوں کے ہیں۔ جن پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ ایسا علم انسان کو کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ جب تک دل آراستہ نہ ہو۔ ہدایت اور سکینت نازل نہیں ہوتی"۔ (بدر ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص صحابی کا رؤیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے

عاشقانہ محبّت

آج صبح کی نماز پڑھنے کے بعد میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مکان ہے جس کے دو برآمدے ہیں۔ ان میں بائیں جانب کے برآمدہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معہ بہت سے اصحاب کے کرسیوں پر تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے میز بچھی ہے اسی طرح دائیں طرف کے کمرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کرسی پر بیٹھے ہیں سامنے میز رکھی ہے۔ اور آپ کے پاس بھی بہت سے احمدی کرسیوں پر تشریف رکھتے ہیں۔

میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک تقریر فرمائی اور بیٹھ گئے۔ آپ کے بیٹھ جانے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ہیں برآمدہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں باواز بلند عرض کیا کہ حضرت میاں صاحب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی وقت فوراً یہ سنکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف تشریف لائے۔ آپ کے اٹھنے اور تشریف لانے میں ایک احترام حضرت امیر المومنین کی بابت معلوم ہوتا تھا۔ دوسری طرف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔ تو آپ اپنی جگہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعظیم وتکریم کے لئے آگے بڑھے۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب پہونچے۔ تو حضور کو راستہ دینے کے لئے بائیں طرف ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے پیچھے اس جگہ تشریف لے گئے جہاں آپ تقریر کرنے والے تھے۔ حضور برآمدہ میں قدم رکھ رہے تھے کہ گھر والوں نے جگا دیا کہ چائے پی لو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے دیکھا کہ آپ کی طبیعت بہت بشاش ہے آپ کی صحت بہت اچھی ہے۔ اور آپ جلد جلد قدم اٹھا کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف تشریف لائے۔ آپ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو دیکھ کر نہایت احترام کے ساتھ مسکرائے۔ تو اس سے میری آنکھوں میں ایک ٹھنڈک پیدا ہو گئی۔ اور خیال ہوا کہ واقعی اگر یہ قدرت ثانیہ نہ ہوتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی تقریر سننے کے خواہشمند نہ ہوتے۔ اور نہ ہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ آپ کے پیچھے پیچھے جاسۂ تقریر پر تشریف لاتے۔

میری نظروں میں یہ لوگ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان کی اندرونی حالت شروع سے ہی متکبرانہ تھی۔ اور دین کی آڑ میں شکار کھیل رہے تھے۔ مگر تابکے۔ آخر خشک ٹہنیاں کاٹ دی گئیں۔

خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت قریباً ۱۸۹۲ء میں کی تھی جبکہ آپ شہر سیالکوٹ میں حضرت میر حسام الدین صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر تشریف لائے تھے۔ یہ خواب جس رنگ میں میں نے دیکھا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے محبت عاشقانہ نظر آتی تھی۔ کاش کہ میں اس خواب کو اچھے الفاظ میں بیان کر سکتا۔ مگر میری کم علمی پورا پورا اظہار نہیں کر سکی۔

یہ خواب قسمیہ بالکل سچ بیان کی گئی ہے۔

خاکسار محمد عمر حیات احمدی۔ دفعدار میجر پنشنر۔ حال وارد کسوموں کینیا کالونی

اعلان تحقیقاتی کمیشن

تحقیقاتی کمیشن نے مندرجہ ذیل امیدواروں کو ۲۱/۸/۳۸ کے انتخاب کے نتیجہ میں منتخب کیا ہے۔ یہ امیدوار صدر انجمن احمدیہ کے کارکن ہو سکیں گے۔ ان کے ناموں اور پتہ کی فہرست نظارت علیا کو دے دی گئی ہے۔

خاکسار غلام محمد اختر سکرٹری تحقیقاتی کمیشن

۱ - قاضی عبدالرشید صاحب ارشد فیض اللہ چک

۲ - چودہری عطاء اللہ صاحب بی۔ اے چک ۳۵ سرگودہا

۳ - چودہری عبدالحق صاحب چک نمبر ۱۲۱ گوکھووال

۴ - چودہری محمد اشرف صاحب گھٹیالیاں

۵ - چودھری خورشید احمد صاحب نبی پور گورداسپور

چندہ کی ختم شدہ رسیدبکیں مرکز میں بھجوا دی جائیں

نظارت بیت المال سے جملہ قسم کے چندوں کی فراہمی کے لئے جو مقامی جماعتیں رسیدبکیں حاصل کرتی ہیں ختم ہو جانے کے بعد انہیں اکثر جماعتیں مرکز میں واپس نہیں بھیجتیں۔ حالانکہ ان کو مرکز میں برائے ریکارڈ محفوظ کرا دینا ضروری ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ عہدہ داران مال کو ہدائت کی جاتی ہے۔ کہ وہ چندہ کی ختم شدہ رسیدبکیں آڈیٹران جماعت مقامی یا انسپکٹران بیت المال سے چیک کرا کر سوائے ایک سال کے چندہ کی ختم شدہ رسیدبکیں جملہ چندوں کی حساب فہمی کے لئے رکھ کر باقی تمام کی تمام نظارت بیت المال میں بھجوا دیا کریں۔ نیز پریذیڈنٹ اور امراء صاحبان جماعت مقامی ذمہ وار ہوں گے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ عہدہ داران مال نظارت ہذا کی اس ہدائت کی پوری طرح پابندی کر رہے ہیں یا نہیں

ناظر بیت المال

جماعت ہائے احمدیہ علاقہ تحصیل پسرور و تحصیل سیالکوٹ

مولوی خورشید احمد صاحب مجاہد سیالکوٹی آپ کے علاقہ میں بطور آنریری مبلغ دورہ کرنے کے لئے بھیجے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ اس علاقہ کی احمدی جماعتیں مولوی صاحب موصوف کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں گی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

چودھری انور حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی اطلاع دیں

بعض استفسارات آپ سے بذریعہ خط آپ کے اجنالہ کے پتہ پر کئے گئے ہیں لیکن تا حال نہ تو خط واپس آیا ہے۔ نہ ہی آپ کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے۔ لہذا مہربانی فرما کر جس جگہ پر آپ ہوں اس سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ آپ کی خدمت میں دوبارہ ان امور کے متعلق عرض کر دیا جائے۔

انچارج تحریک جدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ

جماعت احمدیہ کی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے بے مثال محبت

از جناب مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری

۴

قرآن کریم اللہ تعالےٰ کا وہ پاک کلام ہے جس کے حقائق و معارف کا خاتمہ نہیں۔ وہ ایک زندہ اور ابدی صحیفہ ہے لیکن اس مقدس کتاب کے اسرار صرف تقوےٰ شعار اور مطہر لوگوں پر ہی کھولے جاتے ہیں۔ اور اس خزانہ کی تقسیم کے لئے پاکباز انسان ہی مقرر کئے جاتے ہیں۔ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ قرآن مجید کے دقائق تک صرف مطہر انسان کی ہی رسائی ہو سکتی ہے۔ امتِ محمدیہ کے چودہ سو برس کے واقعات اس بات کی کھلی شہادت ہیں۔ کہ قرآن مجید کے رموز اور نکات کا علم صرف نیک اور برگزیدہ انسانوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

مشکلِ قرآں نہ از ابنائے دنیا حل شود
ذوق آں میداند آں مستے کہ نوشد آں شراب

قرآنی مشکلات کا حل دنیا دار نہیں کر سکتے۔ یہ ذوق صرف شراب معرفت کے متوالوں کو دیا جاتا ہے ؛

پھر فرماتے ہیں ؎

گر بقرآں ہر کسے را راہ بود
پس چرا شرطِ تطہر را فزود

اگر قرآن مجید کے باریک در باریک رازوں تک ہر شخص کی رسائی ہو سکتی تھی تو اس کے لئے شرط تطہر کی کیا ضرورت تھی پس یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ قرآن مجید کا حقیقی علم اور اس کی کامل معرفت صرف برگزیدہ لوگوں کو ہی عطا کی جاتی ہے ؛

جماعت احمدیہ کے قیام کی واحد غرض زندہ خدا کی چہرہ نمائی۔ اور اسلامی شریعت کا احیاء ہے۔ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے اسی مقصد کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ کو زبردست نشانات دیئے اور قرآن مجید کے اسرار و دقائق آپ پر کھولے۔ اسی لئے خدا پرست لوگ اور عشاق قرآن آپ کے گرد جمع ہوئے اور آپ کی محبت و اطاعت ان کی زندگی کا مدعا قرار پایا۔ آپ کی وفات کے ساتھ جماعت اس نعمت سے محروم نہیں ہو گئی۔ کیونکہ خدائی وعدوں کے مطابق عارفانِ قرآن پاک کا ایک گروہ اس جماعت میں موجود ہے۔ اور لمبے عرصہ تک موجود رہے گا۔ ان تمام عارفوں کا جو دنیا کے مختلف گوشوں میں طاغوتی فوجوں سے برسرِ پیکار ہیں۔ اور اسلحۂ قرآنی سے دشمنوں کو شکست دے رہے ہیں ایک امام اور قائد ہے۔ وہ ان تمام اعضاء کا قلب اور تمام سیاروں کا محور ہے۔ یعنی اس زمانہ میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز علم قرآن مجید کا مرکز ہیں۔ اور اسرار آسمانی کے معلم۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو علم لدنی سے بہرہ ور فرمایا۔ کیونکہ اسی نے اپنے مؤکد وعدہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (الہام حضرت مسیح موعود۔ تذکرہ صفحات ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۷ - ۶۵۱) کے مطابق اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مطہر قرار دے کر علمِ قرآن مجید کا وارث قرار دیا تھا۔ غرض یہ امر واقعہ ہے اور ہر سچے احمدی کا عقیدہ ہے۔ کہ آج روئے زمین پر زندہ انسانوں میں سے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز علمِ قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں آپ کو اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا ہے۔ جب یہ حقیقت ہے تو غیر مبائعین یا ان کے ہم نوا کیوں معترض ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے کیوں بے مثال اخلاص رکھتی ہے؟ کیا مطہر اور عارف قرآن انسان سے محبت کرنا جرم ہے؟ اگر یہ جرم ہے تو ہر احمدی نہایت فخر سے اس جرم کا اعتراف کرتا ہے ؛

قرآن مجید سے محبت احمدی جماعت کی غذا ہے۔ اس کی معرفت کا حصول احمدیوں کا مقصدِ حیات ہے۔ بے شک دنیا میں لغات بھی موجود ہیں۔ اور کئی ہیں۔ جو لفظی تراجم وغیرہ پر قانع ہیں۔ مگر سچے طالبانِ روحانیت کی تشنگی ان باتوں سے نہیں بجھ سکتی۔ وہ تو قرآن مجید کو ناطق کتاب اور اس کی آیات کو درخشندہ موتیوں کی طرح دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے ربط اور بے نظیر تسلسل کا تسلی بخش حل دریافت کرنے کے خواہاں ہیں۔ ہاں وہ اس کے اندر سے زندگی افروز غذا کے طالب ہیں وہ اس حبل اللہ کے ذریعہ خدا رسیدہ بننا چاہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ باتیں کسی لغت کے ترجمہ سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ یہ تو خدا کی تفہیم اور اس کی تعلیم سے ہی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ یہ جواہر اور موتی تو پاکباز غوطہ زن کے ذریعہ ہی مل سکتے ہیں۔ اور چونکہ یہ روحانی غذا اس یوسف موعود کے خزانوں سے بٹ رہی ہے۔ یہ حقیقی معرفت اس دروازہ پر آنے والوں کو عطا کی جا رہی ہے اس لئے احمدی جماعت کو اپنے آقا سے محبت ہے اور بے مثال محبت ہے۔ کیونکہ اسے آج ساری دنیا میں اس نعمت کبریٰ کا مہبط کوئی اور انسان نظر نہیں آتا۔ جماعت احمدیہ میں ظاہری اور باطنی علوم رکھنے والے بکثرت موجود ہیں۔ مگر وہ سب اس مقدس انسان کے سامنے جسے اللہ تعالےٰ نے اپنی بشارت کے مطابق ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا ہے طفلِ مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں فخر ہے کہ وہ محمود کے شاگردوں میں ہیں۔ وہ اس کے درس قرآن میں شمولیت اختیار کرتے اور معارف قرآن مجید کی خوشہ چینی کرنے پر نازاں ہیں ؛

مخالف ہمیں غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں ہمارے اندازہ کو غیر صحیح قرار دے سکتے ہیں۔ مگر وہ اس پر کیوں معترض ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اپنے پیشوا سے جو علمِ قرآن کا بحر زخار ہے بے مثال محبت رکھتی ہے پھر وہ کیوں توقع رکھتے ہیں۔ کہ ہم ان کی منہ کی باتوں کے باعث اس محبت سے دستبردار ہو جائیں گے اگر کوئی انسان روشنی کو دیکھ کر دن کا انکار کر سکتا ہے تو وہ بھی قابلِ ملامت ہے۔ لیکن جو آفتاب نیمروز کے باوجود لوگوں کو رات کے ماننے پر مجبور کرنا چاہتا ہے۔ اس سے زیادہ انسانیت کا بدخواہ کون ہوگا۔ احمدی جماعت کے علماء، احمدی جماعت کے فلاسفر، احمدی جماعت کے مدبر و مفکر اور احمدی جماعت کے صوفی و ذاکر، غرض تمام احمدی اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ اس وقت بے مثال قرآن دان ہیں۔ اور یہ محض اللہ تعالےٰ کی موہبت ہے اس لئے وہ آپ سے محبت رکھتے اور آپکی اطاعت کو سعادتِ عظمیٰ یقین کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے۔ کہ دنیا کی مختلف آبادیوں میں بسنے کے باوجود جس طرح لوہا مقناطیس کی طرف کھچا آتا ہے۔ ان کے دل اپنے محبوب مطاع کی طرف کھچے آتے ہیں۔ اور فتنہ پرداز اپنی ناپاک کوششوں میں ناکام ہوتے چلے جاتے ہیں ؛

یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے۔ مبالغہ نہیں۔ بلکہ محض علےٰ وجہ البصیرت ایک نفس الامر کا اظہار ہے ممکن ہے کہ غیر مبائع یا ان کے نئے ساتھی کہہ دیں۔ کہ چونکہ تم ”غالی محمودی“ ہو۔ اس لئے ایسا کہتے ہو۔ لہٰذا میں اپنے بیان کی تائید کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نور الدین اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایسے عاشقِ قرآن اور صدیقِ امت کی گواہی پیش کرتا ہوں

حضور نے اپنی خلافت کے آخری ایام میں شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کو جو ان دنوں مصر بغرض تعلیم گئے ہوئے تھے ایک خط میں تحریر فرمایا:۔

”تمہیں وہاں کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس قادیان آؤ گے تو ہمارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ بڑھا ہوا ہوگا۔ **اور اگر ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا۔**“

(الفضل یکم اپریل ۱۹۱۴ء)

اللہ اللہ! کس قدر واضح شہادت ہے علم قرآن کا مرکز بہر حال قادیان ہوگا۔ مصر یا لاہور نہ ہوگا۔ اور جب نور الدین اعظم رض دنیا میں موجود نہ ہوگا۔ تو علم قرآن کا سکھانے والا صرف **میاں محمود** ہوگا۔ ہر شخص کو اسی سے قرآن پڑھنا چاہیئے۔ کون جانتا تھا کہ پچیس سال کے بعد اس خط کا مکتوب الیہ اس وصیت کو پس پشت ڈال کر محمود کے مخالفین کا سرغنہ بن جائیگا۔ بہر حال یہ شہادت مصری صاحب کی معرفت معاندین کے لئے سلسلہ احمدیہ میں محفوظ ہے ہم آٹھ ماہ سے اس حوالہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ مگر غیر مبائعین کو ہمت نہیں کہ مصری صاحب سے اس کا انکار کرائیں۔ پس یہ خط پرانے اور نئے عدوان محمود پر حجت ملزمہ ہے۔ اور اس امر کا واضح ثبوت کہ سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے سب سے بڑے عارف ہیں۔ ہمارا یہ دعوےٰ ہر طرح سے ثابت ہے ہم اپنی آنکھوں معارف کا ایک سمندر دیکھتے ہیں۔ سارے دشمن ہر طرح کی تحدی کے باوجود مقابلہ تفسیر نویسی میں عاجز و ساکت ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت مزید براں ہے پس جماعت احمدیہ کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے بے مثال محبت کا ایک سبب یہ ہے کہ حضور قرآن مجید کے حقائق بیان کرنے میں علم لدنی سے معمور ہیں۔ اور مومنوں کے لئے روحانی غذا پیش فرماتے ہیں۔ ناپاک منصوبہ بازی کی بجائے اگر کسی میں ہمت ہے تو آئے اس میدان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ذات بابرکات کے خلاف احرار اور دیگر معاندین کی تازہ یورش

ایک احراری کے خلاف زیر دفعہ ۱۵۳ الف مقدمہ

بٹالہ ۲۰ اگست۔ غالباً احباب کو علم ہوگا۔ کہ حکومت کی طرف سے ایک شخص مسمی محمد حیات کے خلاف جو احرار کا ایک رکن ہے ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند علاقہ مجسٹریٹ صاحب بٹالہ کی عدالت میں دائر ہے۔ یہ مقدمہ ملزم کی ایک تقریر کی بناء پر دائر ہوا ہے۔ جو گذشتہ اپریل کو قادیان میں اس نے کی تھی۔ ملزم پر فرد جرم عائد ہو چکا ہے شہادت صفائی کے لئے ۲۰ اگست تاریخ مقرر تھی۔ ملزم کی طرف سے جو فہرست گواہان صفائی دی گئی۔ وہ مخرجین سلسلہ پر مشتمل تھی۔ اور مباہلہ والے افراد کو بھی طلب کرایا گیا تھا۔ ملزم کی طرف سے یہ ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ وہ چند مستورات کو بھی بطور گواہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ جس کی غرض معاذ اللہ یہ تھی۔ کہ وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ذات بابرکات کے خلاف کچھ بیان کریں۔ ملزم نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بھی بطور گواہ طلب کئے جانے کی درخواست دی۔ اور یہ بھی لکھا۔ کہ حضور سے وہ خطوط بھی طلب کئے جائیں۔ جو شیخ مصری نے اپنے اخراج از جماعت سے قبل حضور کو تحریر کئے تھے۔ اور وہ خطوط بھی طلب کئے تھے جو شبنم سرحاری مخرج عبد الرب مخرج و حکیم عبد العزیز مخرج نے لکھے تھے۔ نیز فخر الدین ملتانی کے متعلق تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ معہ کاغذات متعلقہ بھی طلب کرائی تھی۔ عدالت نے سردست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے طلب کئے جانے کے سوال کو کھلا چھوڑا تھا۔ اور ان خطوط اور دستاویزات کو طلب کیا تھا۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام سمن آیا تھا۔ کہ حضور ان دستاویزات کو عدالت میں بھجوا دیں ؛

آج یہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا سرکاری وکیل سرکار کی طرف سے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سمن کی جواب دہی کے لئے پیش ہوئے صفائی کی طرف سے دو گواہان مفتی کفایت اللہ صاحب دہلی اور مولوی محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ کا بیان ہوا۔ جو اجرائے نبوت اور جھوٹے مدعیان نبوت کے متعلق ان کے خیالات کا اظہار تھا۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے عدالت میں یہ بیان کیا۔ کہ مصری صاحب کے خطوط اور فائل متعلقہ منشی فخر الدین ملتانی نظارت امور عامہ کی تحویل میں ہے۔ اور اگر عدالت کے نزدیک ان کا طلب کیا جانا مناسب اور ضروری ہے۔ تو نظارت امور عامہ کو لکھا جائے۔ دیگر کاغذات کے متعلق یہ بیان کیا گیا۔ کہ وہ قابل التفات نہ تھے اس لئے نظر انداز کر دیئے گئے

اس مرحلہ پر سرکار کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا کہ عدالت اس سوال پر بھی غور کرے۔ کہ ان چٹھیوں کا تعلق اس مقدمہ سے کیا ہے۔ اور یہ کہ ملزم ان چٹھیوں سے کیا امر ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ وہ کچھ مستورات بھی پیش کرنا چاہتا ہے۔ بحث و تمحیص کے بعد عدالت نے یہ ضروری خیال کیا کہ ملزم سے اس بارہ میں استفسار کیا جائے کہ وہ یہ شہادت کس غرض سے پیش کر رہا ہے۔ ملزم کی طرف سے بیان کیا گیا۔ کہ اس کا مقصد اس شہادت کے پیش کرنے سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کیریکٹر کے متعلق جو گندے الزامات ملزم کی تقریر میں موجود ہیں انہیں ثابت کرنا ہے۔ عدالت نے اس سوال کو نہایت اہم قرار دیتے ہوئے اس شہادت کے جواز یا عدم جواز کے مسئلہ پر غور کرنا ضروری خیال کیا۔ چنانچہ فریقین کے وکلاء کی بحث سماعت ہوئی جو تین بجے تک جاری رہی اور عدالت نے اس مسئلہ کے فیصلہ کے لئے مقدمہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء پر ملتوی کر دیا۔ اور اس کے بعد شہادت کی تاریخ مقرر کی جائے گی ؛

احباب جماعت کے علم کے لئے یہ لکھا جانا بھی ضروری ہے۔ کہ ایک اور احراری مسمی حاجی عبد الرحمن کے خلاف بھی حکومت کی طرف سے ایک مقدمہ اسی دفعہ کے ماتحت چل رہا ہے۔ اور جس تقریر کی بناء پر یہ مقدمہ چلایا گیا ہے۔ وہ نہایت ہی گندے رکیک اور کھلے الزامات پر مشتمل ہے۔ جو عبد الرحمن مذکور نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ذات بابرکات پر اپنی ایک تقریر میں عائد کئے۔ یہ ظاہر ہے کہ احرار کی پوری کوشش یہ ہے کہ وہ عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ کی طرح عدالت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے خلاف ہر ناپاک حملہ کریں۔ احباب جماعت کو خصوصیت سے دعاؤں میں لگ جانا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں

ہندوستان میں غلامی کا رواج اور اسلام

ایک صاحب پروفیسر ایشوری پرشاد نے ایک کتاب بزبان انگریزی History of Mediaeval India (قرون وسطی کے ہندوستان کی تاریخ) کے نام سے شائع کی ہے۔ جس کی تمہید میں انہوں نے یہ عالمانہ انکشاف کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں غلامی کا رواج یہاں مسلمانوں کی حکومت کے قیام کے نتیجہ میں ہوا۔ اس کتاب میں ایک علیٰحدہ باب آپ نے محمد عربی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کا مذہب کے عنوان سے بھی قائم کیا ہے جس کا مطالعہ ہر پڑھنے والے کے دل پر یہ اثر قائم کرتا ہے۔ کہ گویا غلامی اور اس سے متعلق بعض اور قباحتیں اسلام کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اور اس کے ہندوستان میں آنے کے ساتھ وہ بھی یہاں جگہ پا گئیں۔ حالانکہ اس سے قبل یہ ملک ان سے پاک تھا:۔

اسلام کے متعلق پروفیسر صاحب کے ان ریمارکس کو اگر ان کے تعصب پر محمول نہ کیا جائے۔ تو ان کی لاعلمی۔ اور جہالت کا شرمناک مظاہرہ ضرور قرار دینا پڑے گا:۔

غلامی اور انسانی سوسائٹی کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور یہ انسانی سوسائٹی میں شروع سے چلی آتی ہے۔ ٹالسٹائی نے اپنی کتاب Slavery of The Age میں لکھا ہے۔ کہ "غلامی بھی نوع انسان کے ساتھ ہی پیدا ہوئی ہے۔ اور اس کی ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی گئی اور ہر سوسائٹی اور ہر زمانہ میں مختلف صورتوں میں موجود رہی ہے۔ حتے کہ موجودہ زمانہ میں بھی یہ بعض دوسری صورتوں میں باقی ہے"۔ اسلام پر اس کی پیدائش کی یا ہندوستان میں اس کے رواج کی ذمہ داری ڈالنا بالبداہت غلط ہے۔ اسلام نے تو غلامی کی جڑ کو ہی کاٹ دیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اس امر پر شاہد ہے۔ کہ آپ کے پاس جو غلام بھی آیا۔ آپ نے اسے آزاد کر دیا۔ آپ غلاموں پر انتہا درجہ مہربان تھے حضرت زید کے ساتھ جو کہ ایک غلام تھے۔ آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن کا نکاح کیا۔ ان کے بیٹے اسامہ ایک بہت بڑے جرنیل تھے۔ اور بڑے بڑے عالی خاندان اور جلیل القدر صحابہ کو ان کے ماتحت رکھا۔ جنگ کے قیدیوں کو غلام بنانے کی بجائے آپ۔ اور آپ کے خلفاء آزاد کر دیتے تھے۔ یا زیادہ سے زیادہ ان سے فدیہ لے لیتے تھے۔ بنو مصطلق کے ایک سو خاندان آپ نے آزاد کر دیئے۔

اسی طرح بنو ہوازن کے چھ ہزار جنگی قیدی چھوڑ دیئے۔ آپ نے انسانی سوسائٹی سے انسانیت کی اس تقسیم کو بالکل اُڑا دیا۔ اور مراتب کی بلندی کا انحصار ذاتی قابلیت اور تقوےٰ پر رکھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جہاں دیگر اقوام میں غلاموں کو ادنےٰ انسانی حقوق بھی حاصل نہیں۔ مسلمانوں میں غلاموں نے بھی انتہائی ترقیات حاصل کی ہیں:۔

غرض اسلام اور غلامی میں جو تضاد اور تخالف پایا جاتا ہے۔ وہ اس قدر واضح اور اس قدر وسیع ہے کہ اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر اس وقت ہمارے سامنے جو اعتراض ہے۔ وہ چونکہ ہندوستان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ہم اس وقت ہندوستان کی تاریخ کو ہی لیتے ہیں:۔

کون نہیں جانتا۔ کہ سلطان محمود آف غزنی ایک غلام کا بیٹا تھا۔ قطب الدین جو ہندوستان کا پہلا بادشاہ ہے۔ خود غلام تھا۔ التمش جو اپنے زمانہ کا زبردست بادشاہ تھا۔ غلام تھا سلطان فیروز شاہ کا باپ رجب غلام تھا۔ (توزک فیروز شاہی صلا)

ہندوستان کی تاریخ کے ساتھ تعلق رکھنے والے جن مسلمان بادشاہوں پر یہاں غلامی کو رواج دینے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ ان میں سلطان محمود غزنوی کا نمبر اول ہے۔ لیکن ان پر غلام بنانے کا الزام تاریخی لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ ہندوؤں کی فتنہ انگیزی نے انہیں متعدد بار ہندوستان پر حملہ کی دعوت دی۔ اور وہ یہاں سے بہت لوگوں کو ساتھ بھی لے گئے۔ لیکن غلام بنانے کے لئے نہیں۔ بلکہ وہ جنگی قیدی ہوتے تھے۔ اور آئین جنگ کے رُو سے یہ کوئی قابلِ اعتراض فعل نہیں۔ پھر ان کے ساتھ سلوک غلاموں جیسا نہیں۔ بلکہ قیدیوں کے معیار سے بھی بہت بلند ہوتا تھا۔ چنانچہ تاریخ یمینی مترجمہ ایلیٹ جلد ۲ صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے۔ کہ سلطان محمود ہندوستان سے جو جنگی قیدی اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ ان کو شمالی اقوام کے خلاف نبرد آزمائی کے وقت بطور سپاہی استعمال کیا جاتا تھا۔ اور جو اس قابل نہ سمجھے جاتے تھے۔ کہ جنگی خدمات سرانجام دیں۔ ان کو آزادی ہوتی تھی۔ کہ زندگی کے جس شعبہ میں چاہیں۔ پوری کوشش کے ساتھ ترقیات حاصل کریں۔ اور ان کے لئے کوئی اعلےٰ سے اعلےٰ رتبہ یا عہدہ حاصل کرنے کے رستہ میں ان کی موجودہ پوزیشن کوئی روک نہ ہو سکتی تھی:۔

پھر تاریخ فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ بعض غلام اپنا وقت تعلیم حاصل کرنے اور قرآن شریف حفظ کرنے میں بسر کرتے تھے۔ اور بعض حج بیت اللہ کے لئے جاتے تھے۔ (ضیاء الدین بارانی مترجمہ ایلیٹ جلد ۳ صفحہ ۳۴۱)

مشہور مورخ شمس شیراز عفیف لکھتا ہے۔ کہ:۔

بعض غلاموں کو تجارت پر لگا دیا جاتا تھا۔ ان کو مختلف فنون سکھائے جاتے تھے حتے کہ بارہ سو غلام نہایت اعلےٰ درجے کے صناع اور مختلف لائنوں میں کاریگر ہو گئے تھے۔ (ترجمہ ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۳۴۲)

پھر یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ ہندوستان میں سلطان جلال الدین اکبر کی حکومت کے آغاز میں ہی جنگ میں غلام بنانے کی رسم سرے سے اڑا دی گئی تھی۔ اور اس نے اپنی حکومت کے ساتویں سال میں یہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ جنگ کے نتیجہ میں جو لوگ قید ہوں ان کو غلام نہ بنایا جائے۔ اور ان کے اہل وعیال سے تو قطعاً کوئی تعرض نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ان کے مردوں نے کوئی غلط اقدام کیا ہے۔ تو اس کی ذمہ داری ان پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ اور نہ اس کے نتیجہ میں وہ کسی تعزیر کے سزاوار قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

(اکبر نامہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

اصل بات یہ ہے کہ فی زمانہ مسلم انڈیا کے متعلق مروجہ تاریخی کتب صحیح امور پر مبنی نہیں بلکہ اسلام کے مخالف مورخین نے اپنے تعصب کی آمیزش کے ساتھ واقعات کو پیش کیا ہے ورنہ کون نہیں جانتا کہ اسلام نے نہ صرف اس غیر انسانی رواج کو ملیامیٹ کر دیا۔ بلکہ ان تمام سوشل امتیازات کو بھی مٹا دیا ہے جو انسانیت کے ماتھے پر سیاہ داغ بنکر نمایاں تھے۔ اس کے مقابلہ میں ہندوازم نے اس قبیح رسم کو بہت زیادہ ترقی دی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں غلامی کی بنیاد ہی آریوں کے آنے کے ساتھ شروع ہوئی۔ اور اپنے اس دعوے کی تائید میں ہم زبردست تاریخی شواہد انشاء اللہ پھر پیش کریں گے:۔

لالہ کلیانداس صاحب رئیس ملتان کا کشف
اور
بعض عجیب استفسارات

لالہ صاحب موصوف نے جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو پہلی بار خان پور ریلوے سٹیشن پر ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء کو دیکھا۔ تو ان کو چار سال پہلے کا اپنا کشف جو بغداد میں دیکھا تھا۔ یاد آگیا۔ اس وقت وہ بار بار حضور کی گاڑی کے سامنے آکر حضور کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوئے اور اس وقت تک چین حاصل نہ کیا۔ جب تک حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے کشف کو بیان کر کے حضور سے اس کی حقیقت نہ دریافت کر لی۔ اس اجمال کی تفصیل ۷۔ جولائی ۱۹۳۸ء کے "الفضل" سے معلوم ہو سکتی ہے۔ مگر عجیب بات ہے۔ کہ جہاں کشف دیکھنے والے صاحب نے خدا تعالیٰ کے عجائبات پر اس قدر دلبستگی کا مظاہرہ کیا۔ اور دوسرے صاحب بصیرت اصحاب نے خدا تعالیٰ کے عظیم الشان تصرف کو شکر کی نگاہ سے دیکھا۔ اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ کر سجدات شکر بجا لائے۔ وہاں بعض ایسے لوگ بھی رونما ہو گئے جنہوں نے اس خدائی تصرف کو شک کی نگاہ سے دیکھا۔ اور کئی قسم کے سوالات لالہ صاحب موصوف سے کرنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ بعض سوالات اور ان کے جوابات اس سے قبل الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور حال میں ایک خط خاص بغداد سے لالہ صاحب موصوف کو موصول ہوا ہے جس کی نقل اور اس کے جواب کی نقل لالہ صاحب نے بھیجی ہیں جو درج ذیل ہیں

بغداد کا خط

بغداد مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۸ء

جناب کلیانداس صاحب المحترم

تسلیم۔ آپ کی حسب اجازت روزنامہ الفضل جلد نمبر ۲۶ نمبر ۱۵۳ مورخہ ۷ جولائی میں ایک مضمون تحت عنوان "صداقت احمدیت کے متعلق ملتان کے ایک ہندو رئیس کا بیان" جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے میری نظر سے گزرا۔ میں چونکہ عرصہ بائیس سال سے عراق میں مقیم ہوں اس لئے آپ کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر سخت تعجب ہوا۔ کہ ایک محال شے کیسے آسان ہو گئی۔ وہ آپ کی تحریر یہ ہے۔ "عرصہ چار سال کا ہوا ہے۔ کہ میں کربلا معلےٰ۔ نجف اشرف۔ کوفہ۔ کاظمین بغداد شریف وغیرہ زیارتوں پر گیا تھا۔ میں ہر ایک درگاہ میں گھٹنوں بیٹھ کر استدعا کیا کرتا تھا۔"

اس میں سوال طلب امر یہ ہے کہ کیا آپ کو ایک ہندو کی حیثیت میں مذکورہ بالا مقامات مقدسہ میں گھٹنوں بیٹھنے کی اجازت مل گئی تھی۔ یا آپ نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر فرمایا تھا؟

دوسرے آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ بغرض زیارت تشریف لائے تھے۔ لیکن آپ کے ایک دوست جناب فیض محمد صاحب کٹ پیس والے (جو ان دنوں کٹ پیس کا کام کرتے تھے۔ اور آپ کی امداد بھی کی تھی۔) آپ کی آمد کی کچھ اور بھی غرض بتلاتے ہیں۔ از راہ کرم ان ہر دو استفسارات پر روشنی ڈالیں۔ امید کرتا ہوں کہ بوا پسی جواب ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے

نقل روزنامہ الفضل قادیان بغرض اشاعت۔ نقل بہ روزنامہ اخبار پیغام صلح لاہور۔

خاکسار سید تصدق حسین

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم۔ نوازش نامہ جناب کا مورخہ ۴ اگست بذریعہ ایئر میل ملا۔ احوال سے آگاہی ہوئی۔ اگر جناب "الفضل" مورخہ ۲۷ جولائی ملاحظہ فرماتے۔ تو آپ کو مجھ سے دریافت فرمانے کی ضرورت لاحق نہ ہوتی۔ خیر میں آپ کو ضرور عرض کروں گا۔ کہ آپ ۷ جولائی کے بعد کے الفضل ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

جو بھی خطوط الفضل میں چھپے ہیں وہ ٹھیک میری طرف سے ہیں۔ ان کا ایک ایک لفظ حقیقت پر مبنی ہے وہ واقعات ہیں قصہ یا کہانیاں نہیں ہیں:-

(۱) مجھ سے یہ کسی نے سوال نہیں کیا تھا۔ کہ میں ہندو ہوں یا مسلمان۔ اگر یہ نوبت وہاں آتی۔ تو جو جواب میرے مونہہ سے اس وقت نکلتا۔ وہ وقت ان لفظوں کا ذمہ وار ہوتا۔ انسان کے ماتھے پر تو یہ لکھا نہیں ہوتا کہ فلاں ہندو ہے یا مسلمان۔ میری تمام عمر پوشاک بھی اسلامی طرز کی رہی ہے۔ کیونکہ میں سر پر کلاہ اور لنگی رکھتا ہوں۔ سلوار پہنتا ہوں۔ عراق میں بھی سر پر کلاہ اور لنگی رکھتا تھا۔ شائد اسی خیال سے کسی نے سوال نہ کیا تھا۔ کیونکہ اس فیشن میں عام طور پر مسلمان صاحبان زیارتوں پر تشریف لے جایا کرتے ہیں۔

جناب فیض محمد صاحب کراچی والے جن کا نام آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ مجھے ان کا نام تو یاد نہیں ہے۔ ہاں اتنا ضرور یاد ہے۔ کہ ایک صاحب ضرور تھے۔ جو کراچی میں بمقام بغدادی کٹ پیس کا کام کرتے تھے۔ ان سے مجھے کچھ معلومات ضرور حاصل ہوئی تھیں۔ جس کے لئے میں ضرور ان کا ممنون ہوں اب سوال تو یہ ہے کہ میں وہاں گیا۔ اور بغداد میں Ambassador Hotel میں ٹھہرا جہاں آپ ان کے ریکارڈ سے دیکھ سکتے ہیں۔ ان کا بل نمبر ۸۲ مورخہ ۲۴ 1/34 کمرہ نمبر ۹ جہاں میں ۲۰۰ ف. ہی روزانہ ادا کیا کرتا۔ آپ وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ان کی کتابوں میں بھی نام Kalian Dass درج ہے۔ وہاں صرف رؤسا ہی ٹھہرتے ہیں میں وہاں آٹھ دن رہا۔ 1/34, 17 سے 1/34, 24 تک۔

اب آپ کو کربلا معلےٰ جانے کا ثبوت چاہیئے جو عرض ہے۔ ان دنوں ایک صاحب مسٹر مرید حسین کربلا معلےٰ کے سٹیشن ماسٹر تھے وہ بٹالہ کے باشندہ تھے۔ اور کچھ عرصہ ملتان میں بھی انہوں نے تعلیم پائی تھی۔ ایام جنگ میں وہ ہندوستان سے گئے تھے۔ پہلے پولیس میں تھے۔ پھر عراق Subject قرار دیئے گئے۔ اور ریلوے میں ملازم ہو گئے۔ انہوں نے کربلا معلےٰ کے سٹیشن پر اپنے کمرہ میں چارپائی بچھائی تھی۔ آتی دفعہ وہ بھی مجھے پھر اتفاق سے اسی جہاز میں ملے۔ جس میں کہ میں آرہا تھا اور انہوں نے چار پانچ کھجوریں عنائت کیں۔ اس قسم کے تمام عراق میں چار ہی درخت تھے۔ اور کربلا معلےٰ میں تھے۔ انہوں نے مشکل سے وہ کھجوریں حاصل کی تھیں۔ آپ میرا وہاں جانا ان سے تصدیق فرما سکتے ہیں۔ نجف اشرف کی باتیں جناب آغا حسن کابلی منیجر سے دریافت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ میں ان کے پاس ٹھہرا تھا۔ اور ان کے پاس اسباب چھوڑ کر کوفہ گیا تھا۔ پھر واپسی پر میں انکے پاس ٹھہرا تھا ماہ رمضان کے دن تھے امید ہے کہ ان صاحبان سے دریافت کرنے کے بعد آپ کی تسلی ہو جائے گی:-

باقی رہا کاظمین شریف اور حضرت سلمان پاک یا سلمان فارسی وہاں تو انسان موٹر پر جا کر واپس اپنی جائے قیام پر شام کو آسکتا ہے۔ بھلا وہاں کسی نے کیا پوچھنا تھا۔ کہ ہندو ہے یا مسلمان۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ ان مقامات پر ہندو کو جانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے کیونکہ میرے ہی وقت کا ایک واقعہ ہے

جو مسٹر مرید حسین نے مجھ سے ذکر کیا تھا۔ کہ میرے یہاں پہونچنے سے تین یوم پیشتر ایک ہندو راجہ کی دو عورتیں ایک ہندو اور ایک مسلمان ہوائی جہاز معہ راجہ کے پرائیویٹ سکرٹری کے کربلا معلے پہونچیں مسلمان عورت کو تو زیارت کی اجازت مل گئی۔ لیکن ہندو عورت اور پرائیویٹ سکرٹری کو اجازت نہ ملی۔ ہندو عورت زار زار روتی تھی۔ اور لوگوں کو بھی اس کے جذبہ اعتقاد کو دیکھ کر رونا آیا۔ لیکن مجبور تھے۔ کیونکہ عراق کا قانون اجازت نہیں دیتا تھا۔ اس ہندو عورت نے آٹھ ہزار روپیہ بطور نیاز وہاں دیا۔ لیکن اس عورت کو اجازت نہ ملی۔ اسی طرح اور بھی کئی غیر مذاہب کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے سلمان فارسی کے مزار کے اندر دیکھا۔ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے غلط عرض کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ آپ مطمئن رہیں۔ آپ کو میرے وہاں جانے کی تصدیق چاہیئے۔ میں نے جناب کو لکھ دیا ہے۔ خود موقعہ پر جاکر تصدیق کر سکتے ہیں۔ میں کسی طریقہ سے وہاں گیا۔ لیکن گیا ضرور تھا۔

بندہ کلیا نداس

تجدید اسلام کی پیشگوئی

بغداد سے خط لکھنے والے صاحب کو اسبات پر سخت تعجب ہوا ہے۔ کہ ایک محال شے کیسے آسان ہوگئی۔ یعنی ایک ہندو کو کربلائے معلا۔ نجف اشرف کونہ کاظمین۔ بغداد شریف وغیرہ پر جانے اور گھنٹوں ٹھہرنے کا موقعہ کس طرح مل گیا۔ اس کے متعلق تو لالہ کلیا نداس صاحب نے تفصیلی جواب دیدیا ہے۔ مگر سخت تعجب اور حیرت کی بات یہ ہے کہ بائیس سال سے مقیم شخص کو اب تک اسبات کے متعلق غور کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اور قیامت تک کے لئے تمام دنیا کے لئے یہی مذہب پسند کیا گیا ہے۔ اس کے بھیجنے والے رب رحمٰن نے اپنے پیارے محمد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ کہ جس طرح پہلے مذاہب میں کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اسی طرح اسلام میں بھی کمزوریاں پیدا ہو جائیں گی۔ اور جس طرح ان کمزوریوں کے وقت اُن مذاہب میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جن کے ذریعہ ان مذاہب میں از سرِ نو رونق اور ترقی ہوتی رہی۔ اسی طرح اسلام میں بھی ایسے لوگ کھڑے کئے جائیں گے جن کی روحانی قوت کے ذریعہ اسلام کو استحکام حاصل ہوگا۔ چنانچہ خدائے علیم سے خبر پاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی فرمایا۔ ان اللّٰہ یبعث لھٰذہِ الامۃ علےٰ راس کلِ مائۃ من یجدد لھا دینھا (رواہ ابوداؤد) یعنی خدا تعالےٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا۔ جو اس کے دین کو تازہ کرے گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ہر صدی میں مجدد آتے رہے۔ لیکن بُعد زمانہ نبوی کی وجہ سے لوگوں کے ایمان اور اعمال میں کمزوریاں تدریجاً زیادہ ہوتی چلی گئیں۔ یہانتک کہ ایمان روئے زمین سے اٹھ گیا۔

اِس حالت کے وقوع پذیر ہونے کے متعلق خدا تعالےٰ کے کلام پاک قرآن کریم میں پہلے سے پیشگوئی موجود تھی جیسا کہ فرمایا:۔ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ہ (سورہ سجدہ رکوع ۱) یعنی اللہ تعالےٰ آسمان سے ایک خاص کام زمین پر قائم فرماتا ہے۔ پھر وہ (کام) اسی کی طرف واپس چڑھ جاتا ہے۔ ایک دن کے عرصہ میں اس دن کی مقدار ایک ہزار سال کے برابر ہے وہ سال جس سے تم وقت کا شمار کرتے ہو

ایسا ہی اس حالت کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی موجود ہے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یوشک ان یاتی علی الناس زمانٌ لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقی من القرآن الا رسمہٗ مساجدھُم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شرٌّ من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

(دیکھو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸)

یعنی بلاشبہ لوگوں پر ایک وقت ایسا آئیگا۔ جبکہ اسلام کا سوائے اس کے نام کے کچھ باقی نہ رہیگا۔ اور قرآن کا سوائے اس کے حروف کے کچھ باقی نہ رہیگا۔ ان کی مسجدیں آباد ہونگی۔ مگر ہدایت سے خالی۔ ان کے علماء وہ ہوں گے جو آسمان کی چھت کے نیچے سب سے زیادہ شریر وجود ہوں گے۔ ان سے ایسے فتنے نکلیں گے۔ جو دوسرے لوگوں سے نکل نہیں سکتے۔

پھر حدیث شریف میں زیاد بن لبید سے مروی ہے:۔ قال ذکر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم شیئًا فقال ذاک عند اوانِ ذھاب العلم قُلتُ یا رسول اللّٰہ وکیف یذھب العلم ونحن نقرءُ القرآن ونقرئُہٗ ابناءنا ویقرئُہٗ ابناءُنا ابناءھم الیٰ یوم القیٰمۃ فقال ثکلتک امُّک زیاد ان کنت لاراک من افقہ رجلٍ بالمدینۃ اولیس ھٰذہِ الیھود والنصاریٰ یقرءون التوراۃ والانجیل لا یعملون بشیءٍ مما فیھما (رواہ احمد ابن ماجہ و رواہ الترمذی) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ ذکر فرمایا۔ پس کہا کہ اس وقت علم (حقیقی) اٹھ جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علم کس طرح اٹھ جائیگا۔ دراں حالیکہ ہم قرآن کو پڑھتے ہیں۔ اور ہم اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں۔ اور ہمارے بیٹے اپنے بیٹوں کو پڑھائیں گے۔ اور اسی طرح قیامت تک ہوتا رہیگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے تو تو مدینہ میں سب سے زیادہ تدبر کرنے والا تھا۔ کیا یہ یہود اور نصاریٰ توریت اور انجیل نہیں پڑھتے۔ وہ کچھ بھی نہیں جانتے جو ان میں ہے۔

الغرض قرآن کریم اور حدیث شریف کے فرمودہ کے مطابق یہ زمانہ آیا جس کی تعیین تیرھویں صدی کا آخر ہے۔ اور یہ زمانہ متقاضی تھا کہ دنیا کی ہدایت کے لئے کوئی ایسا انتظام ہو جس سے دنیا سے گم شدہ ایمان پھر قائم ہو جائے۔

حفاظت اسلام کا خاص انتظام

چونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کے لئے ہادی بنا کر بھیجا۔ اور آپ کا لایا ہوا مذہب اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کے لئے قیامت تک کے لئے پسند فرمایا۔ اس لئے اس نے اس پاک اور کامل مذہب کی تجدید کے لئے ایک اور مکمل انتظام فرمایا۔ جس کا ذکر سورہ جمعہ میں آتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ق وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ہ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ہ

یعنی وہ اللہ جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک شخص رسول بنا کر بھیجا۔ جو کہ اُن پر اُس کی (اللہ تعالےٰ) نشانیاں پڑھتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے۔ اور حکمت سکھاتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ اور ان لوگوں کو بھی جو بعد میں آنے والے ہیں اور ان امیوں سے نہیں ہے وہ رسول اللہ کی نشانیاں بتلائیگا۔ اور انکو پاک کریگا اور انکو کتاب سکھائے گا۔ اور حکمت سکھائے گا۔

ابناء فارس کے متعلق پیشگوئی

اب یہ جدید اور زبردست قسم کا انتظام ہے۔ جو اس انتظام سے بالاتر ہے جو کہ پہلے کسی صدیوں میں کیا جاتا رہا۔ اور یہ انتظام ویسا ہی نظر آتا ہے۔ جیسا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم کیا گیا۔ اور جس کے ذریعہ آپ کے ساتھ ملنے والی جماعت صحابہ کے نام سے موسوم ہوئی اور اسکو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

یعنی اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے) کا سرٹیفکیٹ ملا۔ یہی وجہ تھی۔ جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی مجلس میں مندرجہ بالا آیت پڑھ کر سنائی۔ تو صحابہ کو یہ گمان گذرا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میں آنے والے لوگوں کی ہدایت فرمائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کیا حضور ہی دوبارہ ان لوگوں کی ہدایت کے لئے تشریف لائیں گے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ لوکان الایمان معلق بالثریا لنالہ رجال من ابناء الفارس یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا یعنی اس دنیا سے بالکل مفقود ہو جائے گا۔ تو فارسی الاصل اس کو دوبارہ دنیا میں واپس لائیں گے پس بغداد سے خط لکھنے والے صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ لالہ کلیانداس صاحب نہ خود عراق گئے نہ ان میں طاقت تھی۔ کہ ان مقدس مقامات کی زیارت کر لیتے۔ ان کو وہی خدا عراق لے گیا۔ جس نے احیاء اسلام کے لئے سلسلہ حقہ احمدیہ کی بنیاد ایک فارسی الاصل کے ہاتھ سے رکھی اور جس کا سچا جانشین روح القدس سے مدد یافتہ پاک صورت نیک سیرت مظہر الحق والعلی کان اللہ نزل من السماء ہے۔ اسی کی شبیہ مبارک لالہ کلیانداس صاحب کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار پر دکھلا کر اللہ تعالٰے نے بتلایا۔ کہ اسے متلاشیو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اسلام زندہ مذہب قیامت تک کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔ گو اس وجہ سے کہ اپنوں اور بیگانوں نے اس وقت اسے پامال کیا ہے۔ اس کا باغ خشک نظر آتا ہے مگر حی قیوم خدا نے اس کی شادابی کے سامان پیدا فرمائے ہیں۔ تم جاؤ اور اس مقدس وجود کی قدمبوسی حاصل کرو جو کہ فارسی الاصل ہے۔

خاکسار:۔ حشمت اللہ

مقامی تجارت پر پابندیاں عائد کرنیکے متعلق گذشتہ واقعات

مکرمی ایڈیٹر صاحب! الفضل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!! مندرجہ ذیل خط شیخ محمد نصیب صاحب نے مجھے لکھا ہے جس میں انہوں نے قادیان میں مقامی تجارت پر پابندیاں عائد کرنے کے متعلق بعض دلچسپ واقعات دہراتے ہوئے مجھ سے چاہا ہے۔ کہ میں ان پابندیوں کے اڑائے جانے کے بارے میں غور کروں۔ میں نے تاریخ احمدیت کو محفوظ رکھنے کی غرض سے ان سے خواہش کی تھی۔ کہ وہ اپنا بیان الفضل میں شائع کرنے کی اجازت دیں۔ انہوں نے خوشی سے اس کی اجازت دی۔ شیخ صاحب غیر مبایع ہیں۔ اور جو کچھ انہوں نے لکھا۔ اور جس رنگ میں لکھا ہے۔ اس کے وہی ذمہ دار ہیں آپ پبلک کی اطلاع کے لئے یہ خط شائع کرکے مشکور کریں۔

ناظر امور عامہ

بخدمت جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ۹ راگست ۱۹۳۸ء کو جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور سے ملنے کے لئے گورداسپور گیا۔ اور اپنے ایک ذاتی معاملہ میں مشورہ کے لئے شیخ شریف حسین صاحب وکیل سے بھی ملنے ان کے مکان پر گیا۔ وہاں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ مولوی عنایت اللہ صاحب احراری اور چند اور احرار موجود تھے۔ مصری صاحب نے مجھے کہا۔ شیخ صاحب قادیان میں تو کبھی آپ کی ملاقات ہوتی نہیں۔ اچھا ہوا جو آج اتفاقاً یہاں ملاقات ہوگئی میں نے کہا ہاں صاحب آپ سے نہ ملنے کی خاطر ہی تو میری پنشن احمدیہ انجمن لاہور نے بند کر دی ہے۔ اس پر چند منٹ گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد مولوی عنایت اللہ صاحب نے مجھے مخاطب کرکے کہا۔ شیخ صاحب ہم میاں محمود احمد صاحب سے صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ بائیکاٹ ہٹا دیں۔ اور ہمارا کوئی مطالبہ نہیں۔ نہ اس کے بعد ہماری ان سے کوئی ناراضگی ہے۔

میں نے جواب دیا کہ بائیکاٹ کرانے والے تو شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہی ہیں جو آپ کے پاس کھڑے ہیں۔ اور اس کی تفصیل یوں ہے۔

مئی ۱۹۳۱ء سے قبل بے شک میاں صاحب (حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی) نے جماعتی مفاد کی خاطر یہ انتظام کیا ہوا تھا۔ کہ اپنی تجارت اپنی قوم کے پاس رہے۔ اور سوائے خاص خاص اشیاء کے باقی سودا سلف جو عام طور پر مل سکتا ہے۔ اپنے ہی دکانداروں سے خریدا جائے۔ تا ان کی گزران ہو سکے۔ اور دوسروں سے نہ خریدا جائے۔ میں ان دنوں قادیان کی لوکل انجمن کا سیکرٹری تھا۔ اکثریت اس پر عمل پیرا تھی۔ ہاں بعض تھوڑے لوگ اس کے خلاف بھی کر بیٹھتے تھے۔ اور اس قسم کی حکایات آتی تھیں۔ جن سے میاں صاحب متاثر ہوئے۔ اور یہ خیال کرکے ممکن ہے جماعت اس انتظام کو پسند نہ کرتی ہو۔ تمام سابقہ احکام منسوخ کرکے مئی ۱۹۳۱ء میں قادیان کے تمام احمدی احباب کو بلایا مستورات بھی آئیں۔ جو پاس ہی پردہ میں تھیں۔ مسجد مبارک میں ایک جلسہ منعقد کیا خود اس کے صدر تھے۔ اور حکم سنایا کہ آج سے بائیکاٹ کے متعلق میرے تمام سابقہ احکام منسوخ۔ مجھے آزادی سے ہر شخص رائے دے۔ کہ آیا سودا سلف کا بائیکاٹ چاہیئے۔ یا نہ؟

بائیکاٹ کی تائید وحمایت کی پارٹی کے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری لیڈر تھے۔ اور مخالف پارٹی کی طرف سے میں تھا۔ اور چند اور احباب بھی میرے ساتھ تقریریں کرنے والے تھے۔ سارا دن یہ مباحثہ ہوتی رہی۔ ہم نے بھی خوب دلائل دیئے۔ اور مثالیں پیش کیں۔ کہ بائیکاٹ اٹھا دینی چاہیئے اور شیخ مصری صاحب نے آیات قرآنی تلاوت کرکے اس بائیکاٹ کو شرعی مسئلہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور پر زور تقاریر سے یہ بھی ثابت کرتے رہے کہ غیروں سے سودا لینا قطعی حرام ہے۔ اور خلاف شرع ہے۔ جو ایسا کرے گا وہ منافق اور فاسق ہے۔ غرض کہ بڑی دھواں دھار تقریریں کیں اور بائیکاٹ کرا کے چھوڑا اور ہماری ایک نہ پیش گئی۔

اس پر مصری صاحب نے جواب دیا۔ کہ میں نے یہ سب کچھ اس واسطے کیا تھا۔ کہ مجھے اوپر سے ایسا کرنے کا اشارہ تھا۔ یعنی میاں صاحب سے ہدایت ملی ہوئی تھی۔ میں نے کہا۔ بھلا شیخ صاحب یہ بھی کوئی ایمان ہے کہ آپ کا دل تو تسلیم نہ کرتا تھا۔ مگر آپ اپنے ضمیر کے خلاف دوسرے کے اشارہ پر آیات قرآن مجید پڑھ پڑھ کر اسے شرعی مسئلہ بنا رہے تھے۔ اور اس کے خلاف کہنے والے کو بے ایمان اور منافق کا خطاب دے رہے تھے۔

شیخ صاحب نے اس کا یہ جواب دیا۔ کہ اس میں تو ایمان کی کوئی بات نہ تھی۔ مجھے ان کے اس جواب پر سخت حیرت اور افسوس ہوا۔ کیونکہ قرآن مجید پیش کرکے جو کچھ فرما رہے تھے مجھے اس وقت کا نقشہ یاد ہے غور کیا جائے۔ قرآن مجید انسان میں نور ایمان ہی پیدا کرنے آیا۔ کیا یہ درست ہے کہ جہاں ایمان کی ضرورت نہ ہو۔ وہاں قرآن مجید پیش کرکے شرعی مسئلہ بنایا جائے۔ جو عمل کرے۔ وہ ایماندار اور جو نہ عمل کرے اسے منافق قرار دیا جائے۔ ایمان اور نفاق ایک دوسرے کے مقابل پر ہیں

میں نے یہ بھی کہا کہ اگر میاں صاحب کا اشارہ تھا۔ تو پھر میاں صاحب نے بحیثیت صدر جلسہ مذکور بہ حیثیت خلیفہ جماعت احمدیہ آپ کے خلاف یہ فیصلہ کیوں دیا۔ کہ مجھے افسوس ہے۔ کہ مصری صاحب اور ان کی پارٹی نے آیات پڑھ کر اس معاملہ کو شرعی کیوں بنا دیا۔ حالانکہ یہ انتظامی معاملہ ہے۔ اور نہ ماننے والے کو منافق وغیرہ کیوں کہا نہ یہ شرعی مسئلہ ہے نہ منکر منافق۔ باوجود اس کے کہ یہ عالم ہیں۔ لیکچرار ہیں۔ مناظر ہیں مباحثوں میں جاتے ہیں۔ ان کی تقریریں مدلل نہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ ان کی تقریر کے وقت سامعین کے چہروں پر بشاشت نہیں ہوتی۔ مستورات نے بھی کہا ہے کہ ان کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ اور نا پسند کیا ہے۔ برعکس اس کے فریق ثانی کو وہ باتیں حاصل نہیں جو مصری صاحب کو ہیں۔ مگر اس کی تقریر مدلل ہے۔ اور مستورات نے بھی پسند کیا ہے۔ غرضیکہ دلائل کے لحاظ سے میاں صاحب نے صاف طور پر جیت ہمارے نام تسلیم کی۔ اور آپ کو صرف ووٹوں کے سہارے پر کامیابی ہوئی۔

پھر میں کہتا ہوں۔ کہ ایک انتظام تو پہلے جاری تھا۔ اور سوائے چند اصحاب کے تمام عمل پیرا تھے۔ اس پر ان کو یہ شاخسانہ کھڑا کر کے ساری جماعت قادیان کو بلا کر تکلیف دینے اور سارا دن [illegible] لوگوں کا اور اپنا وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور در پردہ آپ کو اشارہ کر کے ایسے کرانے سے کیا فائدہ؟

ایک یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ بعض اشخاص جو مہاجر مقیم نہ تھے۔ وہ بار بار مصری صاحب کی تائید میں باواز بلند کہتے تھے۔ کہ ہم مر بھی جائیں گے تو بھی غیروں سے سودا نہ لیں گے۔ اس پر میاں صاحب ان کو جھڑک دیتے کہ ایسا مت کہو۔ میرا کوئی ایسا حکم نہیں۔ سابقہ احکام منسوخ ہیں۔ اب مجھے رائے دو۔ کہ بائیکاٹ رہے یا اٹھا دیا جائے۔ اشارہ کرنے کی صورت میں کیا یہ طریق صحیح ہو سکتا ہے۔؟

مصری صاحب نے اس کے بعد فرمایا کہ میاں صاحب نے فیصلہ دیا تھا۔ کہ جو چاہے بے شک سودا لے اور جو نہ چاہے سودا نہ لے۔ مگر سودا لینے والے کا اگر ہنود یا غیر احمدیوں سے کوئی جھگڑا ہوا۔ تو ہم اس کی کوئی امداد نہ کریں گے۔ چونکہ شیخ محمد نصیب مفتی فضل الرحمن صاحب اور ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کا ان لوگوں میں بڑا رسوخ تھا۔ اس لئے کسی قسم کا خطرہ محسوس نہ کرتے ہوئے یہ بائیکاٹ کے خلاف رہے۔ اور چونکہ میرا کوئی رسوخ نہ تھا۔ میں خطرہ محسوس کر کے بائیکاٹ کا حامی رہا۔

میں نے کہا یہ بھی درست نہیں کیونکہ موخر الذکر ہر دو اصحاب کا بوجہ طبیب اور ڈاکٹر ہونے کے تو شہر والوں پر کوئی رسوخ ہو سکتا ہے۔ مگر میرا جو نہ ڈاکٹر نہ طبیب ان لوگوں پر کیا اثر و رسوخ ہو سکتا تھا۔ میری تو دفتری زندگی تھی۔ اور پبلک سے کوئی واسطہ نہ پڑتا تھا۔ پھر تعجب یہ ہے۔ کہ جس کا اثر نہ تھا۔ وہ تو اخیر دم تک تمام جماعت کے خلاف اس رائے پر کھڑا رہا۔ اور کسی نے اسے تنگ نہ کیا۔ جو درست سمجھا اس نے دی۔ اور جس رائے کے اظہار اور اس پر عمل کرنے کے لئے میاں صاحب نے آزادی دی تھی۔ حتیٰ کہ منشی فخر الدین صاحب بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اور بائیکاٹ کے حامی بن گئے۔ اور مجھے میری رائے اور اس پر عمل کرنے سے منحرف کرنے کی از حد کوشش کی۔ اور منشی فخر الدین صاحب نے تو سمجھانے میں حد ہی کر دی۔ جب تنہائی میں یہ کہا۔ کہ جو ہم نے کہا۔ بالکل درست کہا۔ ہم پھر گئے ہیں۔ تم بھی باز آ جاؤ۔ اور بدنام نہ ہو۔ اب میاں صاحب جانیں اور ان کا کام۔ الا بلا برگردن ملا۔ میں نے کہا۔ ملتانی صاحب میرا مذہب ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وہ مجھ سے ناامید ہو کر چلے گئے۔

اس کے بعد سلسلہ گفتگو شیخ شریف حسین صاحب وکیل کے یہ کہنے پر کہ مصری صاحب دس بجنے والے ہیں۔ کچہری چلیں ختم ہو گئی۔

اب عرض یہ ہے کہ مجھے آپ کے انتظام میں دخل دینے کا کوئی حق تو نہیں ہے۔ ہاں اس ساری گفتگو کو احاطہ تحریر میں لانے اور آپ کی سمع خراشی کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ

(۱) یہ جو مصری صاحب نے اشارہ کرنے والی بات کہی۔ یہ کیا بات ہے ازراہ کرم توجہ فرماویں۔ اور اس پر روشنی ڈالیں۔

(۲) جیسا کہ مولوی عنایت اللہ صاحب احراری کی خواہش ہے۔ کہ بائیکاٹ میاں صاحب اٹھا دیں۔ تو ہمیں جناب میاں صاحب کی ذات سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں اور یہ ہماری دلی تمنا ہے۔ اور یہی ہم ان سے چاہتے ہیں۔ وبس

آپ کو علم ہے۔ کہ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا سال ۱۹۳۲ء میں احمدیہ بلڈنگس میں جانے سے قبل میں بھی جماعت کے مفاد اور سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بائیکاٹ کے خلاف تھا۔ اور تڑپ تھی۔ کہ اسے اٹھا کر آزادی دی جائے۔ اور میاں صاحب نے کچھ تسلیم بھی کر لیا۔ مگر مصری صاحب اور ان کی پارٹی کے زور دینے کی وجہ سے وہ رعایت کام نہ آئی۔ اب اس وقت اتفاق حسنہ سے مولوی عنایت اللہ صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اگر ان کی یہ دلی تڑپ ہے۔ تو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ لہٰذا دل سے متمنی ہوں کہ حسب خواہش مولوی عنایت اللہ صاحب بائیکاٹ دور کر کے کسی بابرکت نتیجہ کا انتظار کیا جائے۔

خاکسار محمد نصیب قادیان

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

مولوی عبد القادر صاحب کراچی سے لکھتے ہیں:۔ کہ ایام زیر رپورٹ میں تبلیغ کی نسبت تربیت کی طرف زیادہ توجہ رہی۔ یعنی بعض دوستوں کو مل کر جماعتی کاموں میں حصہ لینے کی تحریک کی گئی۔ انصار اللہ کے جلسے ہوئے۔ نئے عہدیداروں کی میٹنگ میں تقریر ہوئی۔ ہفتہ وار میٹنگ ہوئی۔ اور چار نفوس کو تبلیغ کی گئی۔ ایک صاحب نے اخبار الفضل منگوانا شروع کیا۔

مولوی محمد حسین صاحب پونچھ سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ ایام زیر رپورٹ میں رنہال۔ دھنور۔ بڑھانوں۔ راجوری مقامات کے دورہ کرنے کا موقعہ ملا آج کل برسات کے دن ہیں۔ اور لوگ کھیتی باڑی کے کام میں مصروف ہیں۔ تاہم بفضلہ تعالیٰ کسی نہ کسی کو پیغام حق پہنچانے کا موقعہ مل جاتا ہے اللھم زد فزد

مولوی محمد یار صاحب عارف کلکتہ سے رپورٹ فرماتے ہیں۔ کہ ایام زیر رپورٹ ہر روز بعد از نماز صبح دار التبلیغ میں درس قرآن دیا۔ اور پھر امیر جماعت کے ساتھ مل کر پروگرام مرتب کر کے باقاعدہ کام شروع کیا۔ دس معززین کو پرائیویٹ ملاقاتوں کے ذریعہ تبلیغ کی۔ بنگالی لٹریچر بھی بعض کو مطالعہ کیلئے دیا۔ پارک پور میں حقیقت اسلام پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔

مولوی احمد خان صاحب رنگون سے لکھتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں رنگون پونڈے۔ رنگون مقامات میں رہا۔ ۳۵ نفوس کو پیغام حق پہنچانے کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے دیا۔ جن میں سے تین بد عسٹ تھے نو احمدیوں کی مختلف مسائل کے ذریعہ تربیت کی۔

محمد علی صاحب مبلغ راوی بیٹ سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ ایام زیر تبلیغ میں میانی ڈوگراں۔ ٹاہلیاں۔ راہیوالہ۔ سندر گڑھ مقامات کا دورہ کیا۔ نشتر نفوس کو پرائیویٹ ملاقاتوں کے ذریعہ تبلیغ کی گئی۔ اور تین مناظرے ہوئے ایک پادری سے اور دو غیر احمدی مولویوں سے ہوئے۔ جس میں بیسیوں نفوس شامل ہوتے تھے۔ دو کس نے بیعت کی۔ اللھم زد فزد

(مرتبہ نظارت دعوۃ و تبلیغ)

امانت جائداد تحریک جدید

جن احباب نے لکھا تھا۔ کہ ان کی رقوم مختلف فنڈوں میں تبدیل کی جاویں۔ ان کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ امانت جائداد تحریک جدید سے حسب ذیل رقوم ان کے حساب امانت سے ادا کر دی گئی ہیں۔

۱۔ چودہری غلام جیلانی صاحب کمپونڈر بنام ضلع ہوشیارپور چندہ عام — ۰ — ۰ — ۱۵
۲۔ ماسٹر غلام رسول صاحب بھلروں ضلع سرگودھا دارالشکر — ۰ — ۰ — ۹۳
۳۔ چودہری علی محمد صاحب انسپکٹر ریلوے لائل پور وصیت ۰ — ۰ — ۱۱۰
۴۔ مرزا شریف احمد صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ دلال گڑھ ملتان دارالشکر ۰ — ۰ — ۲۰
۵۔ جمعدار شیر محمد صاحب پنشنر درحال بریلی " ۰ — ۰ — ۳۰
۶۔ مولوی سعدالدین صاحب گوجرخان راولپنڈی وصیت ۰ — ۰ — ۲۱۰
۷۔ سید سردار شاہ صاحب جہلم " ۳ — ۵ — ۷۳
۸۔ " " واپسی قرضہ وظائف تعلیمی ۹ — ۱۰ — ۱۴۴
۸۔ چودہری خوشی محمد صاحب سندھ " ۰ — ۱۰ — ۷۷
۹۔ میاں سلطان عالم صاحب گوڑیالہ ضلع گجرات وصیت ۰ — ۰ — ۱۹
۱۰۔ جمعدار محمد اسمٰعیل صاحب منٹگمری " ۰ — ۰ — ۲۸۰
۱۱۔ ماسٹر اللہ داد صاحب مدرس قادیان " ۰ — ۰ — ۴۴
۱۲۔ مولوی محمد علی صاحب چک ۹۴ ملتان " ۰ — ۰ — ۵
۱۳۔ قاضی محمد سعداللہ صاحب لدھیانہ چندہ عام ۰ — ۰ — ۹
۱۴۔ منشی محبوب عالم صاحب نیلا گنبد لاہور وصیت ۰ — ۰ — ۱۹۰
۱۵۔ صوفی علی محمد صاحب چھاؤنی لاہور بحساب وصیت حافظ بشیر احمد مرحوم ۰ — ۴ — ۵۰
۱۶۔ میاں نور احمد صاحب احمدی پورہ جہلم وصیت ۰ — ۰ — ۳۵
۱۷۔ منشی علی محمد صاحب سٹروعہ ہوشیارپور چندہ عام ۰ — ۰ — ۹
۱۸۔ چودہری عبدالعزیز صاحب بھٹی ضلع ہوشیارپور " ۰ — ۰ — ۲۱
۱۹۔ ماسٹر رحمت خان صاحب چیچہ وطنی منٹگمری ۰ — ۸ — ۲
" " اشاعت اسلام ۰ — ۸ — ۰
۲۰۔ بابو فضل احمد صاحب لاہور حال کراچی وصیت ۰ — ۰ — ۵۲
۲۱۔ مرزا اعظم بیگ صاحب گلگت " ۰ — ۰ — ۷۶
۲۲۔ چوہدری عبدالستار صاحب بی اے آنرز لاہور " ۰ — ۰ — ۹۸
" " جلسہ سالانہ ۰ — ۱۲ — ۴
" " چندہ خاص ۶ — ۱ — ۳
میاں محمد حسین صاحب دہرم سالہ چندہ عام ۰ — ۰ — ۲۰
بابو غلام احمد صاحب سب پوسٹماسٹر لودھران دارالشکر ۰ — ۰ — ۳۴۰
ماسٹر رحمت اللہ صاحب ٹیچر جمالی ضلع سرگودھا چندہ عام ۰ — ۰ — ۱۵

میزان = ۰ — ۶ — ۸ — ۱۹۰

سکرٹری امانت جائداد تحریک جدید

ایک مخلص بھائی کو الوداعی ایڈریس

ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کراچی اڑھائی سالہ قیام کے بعد افریقہ جانے سے قبل جب عازم دارالامان ہوئے تو احمدیہ لیکچر ہال میں جو آپ ہی کی صدارت کے زمانہ میں جاری کیا گیا تھا۔ آپ کی خدمت میں انجمن احمدیہ کراچی کی طرف سے ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس میں بیان کیا گیا۔

آج ہم سب افراد جماعت احمدیہ کراچی آپ کو الوداع کہنے اور ایڈریس پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ الوداعی مجالس اور پارٹیاں فی زمانہ اتنی عام ہو گئی ہیں۔ کہ ایڈریس کی وقعت ایک رسم سے زیادہ نہیں رہی۔ مگر ہم یہ رسمی ایڈریس نہیں دے رہے۔ بلکہ حقیقی جذبات اور قلبی تاثرات پیش کر رہے ہیں۔

اس موقع پر ہم اپنے اندر ہر دو جذبات رنج و خوشی موجزن پاتے ہیں۔ رنج تو اس لئے کہ آپ ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ جو سراپا جد و جہد اور مجسم عمل ہیں۔ جن کے اعمال قابل رشک اور اخلاق باعث فخر ہیں۔ غرضیکہ آپ صفات حسنہ سے متصف اور جماعت کراچی کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھے۔ اس لئے طبعاً آپ کی جدائی ہمارے لئے باعث رنج و ملال اور ناقابل برداشت ہے۔ خداوند کریم سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔

ہمیں خوشی اس لئے ہے۔ کہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب ط ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے رستہ کھولا ہے خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو دینی و دنیوی کامیابی عطا کرے۔ ہم ہیں:۔ ممبران جماعت احمدیہ کراچی

نور ہسپتال کی مالی امداد کی ضرورت

قادیان میں بیماروں کے لئے جو نور ہسپتال ہے۔ اس میں بوجوہات علاج معالجہ مریضان میں دقتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ منجملہ ان وجوہات کے ایک مالی مشکل بھی ہے۔ جو رقم برائے نور ہسپتال خرچ کی جاتی ہے۔ وہ اس قدر قلیل ہے کہ بعض دفعہ عام بیماروں کے علاج کے لئے بھی کافی نہیں ہوتی۔ خاکسار جن ایام میں نور ہسپتال میں کام کرتا تھا۔ ان دنوں بسا اوقات معمولی قسم کی بیماریوں کے لئے بھی بازار سے دوائی کا آرڈر دینا پڑتا تھا۔ یا پھر بیمار کو خود جا کر خریدنی پڑتی تھی۔

لہٰذا ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے خاکسار بذریعہ الفضل جماعت کو عموماً اور احمدی ڈاکٹر صاحبان اور حکماء کو خصوصاً تحریک کرتا ہے۔ کہ ہسپتال جیسے مفید عام ادارے کو جہاں تک ممکن ہو سکے مالی امداد دی جائے۔ خاکسار اس سلسلہ میں فی الحال دس شلنگ ادا کرتا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ مزید امداد کرنے کی سعی کرے گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

پچھلے دنوں محترمہ ڈاکٹر غلام فاطمہ صاحبہ نے کچھ ادویہ عنایت کر کے نور ہسپتال کی امداد کی تھی۔ یہ جذبہ قابل قدر ہے۔ یورپ و امریکہ کے مشن ہسپتالوں میں ڈاکٹر اور نرسیں جہاں اپنی زندگیاں خدمت مریضان کے لئے وقف کرتی ہیں۔ وہاں مالی طور پر اس قدر مدد دی جاتی ہے کہ بعض دفعہ سرکاری ہسپتالوں میں بھی اتنا خاطر خواہ انتظام برائے علاج نہیں ہوتا۔ جس قدر کہ مشن ہسپتالوں میں ہوتا ہے۔ احباب جانتے ہیں۔ کہ نور ہسپتال قادیان میں جہاں غرباء و مساکین کا علاج ہوتا ہے۔ وہاں قادیان کے قیمتی وجود بھی اس سے متمتع ہو کر جماعت کو ثواب کا موقع بہم پہنچاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ارد گرد کے دیہات کے غیر مسلم اصحاب و غیر احمدی اصحاب بھی مستفید ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جتنی جلدی اس طرف توجہ کی جائے۔ اتنا ہی بہتر ہے۔ خاکسار:۔ ڈاکٹر نذیر احمد سب اسسٹنٹ سرجن مجاہد

برما میں ہندوستانیوں کے نقصانات

۱۹۳۱ء میں ایک برما مذہب کا عالم اسلام کا مطالعہ کر کے مسلمان ہوگیا کسی پڑھے لکھے پروہت (برما) نے اس سے مباحثہ کیا اور لاجواب ہوگیا۔ کھسیانہ ہونے کے بعد اس نے اسلام پر اعتراضوں کی ایک کتاب لکھ دی۔ اسی برما نومسلم نے اس کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے۔ کچھ نکتہ چینی بھی کی۔ اس بات پر بھی چار سال گزر گئے۔ اب ماہ جولائی میں ہندوؤں نے برما اخبار کے ایڈیٹروں کو انگیخت کی اور انہوں نے اپنے اخباروں میں اقتباسات کو توڑ مروڑ کر شائع کیا اور برما پبلک کو بھڑکایا۔ اس پر انہوں نے فساد شروع کر دیا۔ چونکہ ان کی غرض لوٹ مار تھی۔ اس لئے مسلمان یا ہندو جو آگے آیا اس کی صفائی کر دی۔ جان مال کا بے حد نقصان ہوا۔ اور اس نقصان میں صرف مسلمان ہی نہیں ہندو سکھ عیسائی جاپانی چینی بلکہ گورنمنٹ شامل ہے۔ اسوقت تک سرکاری طور پر نقصان مال کا اندازہ دس کروڑ ہوا ہے۔ نقصان جان کا اندازہ ٹھیک طور پر معلوم نہیں۔ بعض مساجد جلا دی گئی ہیں۔ غرض ہر طرح سے سب غیر برمیوں کے ...

ضرورت

چند ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے۔ جو دوکان کے کام میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور دوکان کا حساب کتاب اچھی طرح سے رکھ سکتے ہوں۔ دیہات میں رہنا ہوگا۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت

رحمت اللہ احمدی بیرون بدھ وارہ بھوپال سے دریافت فرمائیے

الخطبہ

ایک شخص تعلیم یافتہ مبائع احمدی۔ عمر قریباً ۳۲ سال۔ صاحب جائیداد۔ قوم کھوکھر جو کہ پائیپ فٹر کا کام کرتے ہیں۔ اور ماہواری آمدنی سو ڈیڑھ سو کے درمیان رکھتے ہیں۔ نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ پہلی غیر احمدی بیوی بیمار رہتی ہے۔ اس سے دو لڑکیاں بھی موجود ہیں۔ خواہش احباب میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔

چوہدری عبد الرحمن امیر جماعت۔ انجمن احمدیہ مری روڈ راولپنڈی

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے۔ جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آبحیات کے تصور فرمایئے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اس کے استعمال سے ۱۰ گھنٹے تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول کے اور مثل کندن کے درخشاں بنا دیگی یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بنکر مثل پندرہ سالہ نوجوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی مبہی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آجتک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ) نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو۔ تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگوا لیجئے۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ **مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر امین آباد نمبر ۵ لکھنؤ۔**

چند باموقع اور ارزاں قطعات سکنی

اس وقت محلہ دار الشکر شرقی میں حضرت نواب صاحب کی کوٹھی کے ساتھ متصل بجانب شمال چند قطعات اراضی قابل فروخت ہیں۔ ہر ایک کنال کو بیس بیس فٹ کی دو سڑکیں لگتی ہیں۔ اور بڑی سڑک ان کے علاوہ ہے۔ جو تیس فٹ کی ہے۔ اصل نرخ بڑی سڑک پر تیس روپے فی مرلہ اور باقی سڑکوں پر سولہ روپیہ فی مرلہ ہے۔ اور ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء تک کل قیمت ادا کرنے والے اصحاب کو پندرہ فی صدی کے حساب سے خاص رعایت دی جائے گی۔ ان قطعات کے علاوہ چند قطعات محلہ دار العلوم میں بھی موجود ہیں۔ جن کا نرخ عنہ فی مرلہ اور معہ فی مرلہ ہے۔

محمد احمد و عبد الکریم (پسران مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل) قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پشاور ۲۰؍اگست۔ بنوں کے ڈاکہ کے متعلق وزارت سرحد چاہتی ہے کہ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے لیکن گورنر اس رائے کے خلاف ہے۔ اور اس لئے ممکن ہے۔ اس اختلاف کا نتیجہ آئینی ڈیڈلاک ہو۔

حیدرآباد سندھ ۲۰؍اگست گورنمنٹ نے سادھو ٹی۔ ایل۔ وسوانی کو حکم دیا ہے کہ وہ کرشن ہال میں لیکچروں کا سلسلہ بند کر دیں۔ سادھو صاحب نے اس حکم کی تعمیل پر جیل جانے کو ترجیح دی ہے۔ آپ کے بہت سے عقیدتمندوں نے بھی گورنمنٹ سے اس حکم کی تنسیخ کی درخواست کی ہے۔

کوہاٹ ۲۰؍اگست معلوم ہوا ہے کہ سپین وام کے قریب قبائیلیوں نے ڈاک کی لاری کو لوٹ کر اسے آگ لگا دی۔ نیز ایک مسلمان کو ہلاک کر دیا۔

الہ آباد ۲۰؍اگست۔ یوپی گورنمنٹ نے دس نوجوانوں کو ہوائی تربیت دینے کے لئے کانپور فلائنگ کلب کو پانچ ہزار روپے کی گرانٹ دینی منظور کی ہے آدھا خرچ طلباء کو خود برداشت کرنا پڑے گا۔

لکھنؤ ۲۰؍اگست۔ دریاؤں میں طغیانی سے یوپی پر جو قہر الٰہی نازل ہوا تھا۔ اس میں کمی ہونے لگی تھی۔ کہ پانی پھر چڑھنا شروع ہو گیا۔ ۴۰۰ دیہات کا نام ونشان مٹ چکا ہے ۵۰۰ دیہات اس وقت بھی زیر آب ہیں انسانی لاشیں پانی پر تیرتی پھر رہی ہیں۔ ضلع کھیری میں کئی مقامات پر گاڑیوں کی آمد ورفت بند ہو چکی ہے۔

پشاور ۲۰؍اگست۔ تحصیل چارسدہ میں زمینداروں اور سرخپوشوں میں سخت کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ زمیندار مطالبہ کر رہے ہیں کہ مزارعین سرخپوش تحریک سے الگ ہو جائیں۔ ورنہ انہیں اراضیات سے بے دخل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ کئی سرخپوش خاندان بے دخل کر بھی دیئے گئے ہیں۔ جو اب دیہات سے باہر ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔

رنگون ۲۰؍اگست۔ گورنر برما نے ایسی دیاسلائیوں کی ڈبیوں کی درآمد بند کر دی ہے۔ جن پر مہاتما بدھ کی تصویر ہو گی برمی اخبارات نے اس درآمد کے خلاف پروٹسٹ کیا تھا۔

لاہور ۲۰؍اگست۔ غیر زراعت پیشہ کانفرنس نے اعلان کیا تھا۔ کہ غیر زراعت پیشہ لوگ ۲۱؍اگست کو جلوس بنا کر ڈپٹی کمشنروں کے بنگلوں پر جائیں اور اپنے مطالبات ان کی وساطت سے گورنر پنجاب تک پہنچائیں لیکن اب مسٹر گوکل چند نارنگ صدر غیر زراعت پیشہ کانفرنس نے اس پروگرام کو ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔

لاہور ۲۰؍اگست۔ میر مقبول محمود پارلیمنٹری سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے زرعی بلوں کے متعلق کانگرس کے رویہ کے موضوع پر ایک بیان شائع کرایا ہے کہ پنجاب کانگرس نے اس سلسلہ میں جو ریزولیوشن پاس کئے ہیں۔ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ زبانی جمع خرچ سے پنجابی زمینداروں کو بے وقوف بنانا چاہتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں کانگرس کے رویہ پر جو اعتراض پڑتے ہیں۔ اگر کانگرس نے ان کا تسلی بخش جواب نہ دیا۔ تو سمجھ لیا جائیگا کہ کانگرس کا انتخابی مینی فیسٹو اور سہ رنگا جھنڈا بنیے کی بندوق سے نکلی ہوئی چاندی کی گولیوں سے چھلنی چھلنی ہو چکا ہے۔

کلکتہ ۲۰؍اگست۔ سیاسی قیدیوں کی رہائی کے سلسلہ میں آج کانگرس کے صدر مسٹر بوس نے حکومت کے ہوم ممبر مسٹر ناظم الدین سے ان کے مکان پر ملاقات کی۔ یہ گفتگو دراصل ان ۳۱۶ قیدیوں کے متعلق تھی۔ جو متشددانہ جرائم میں سزایاب ہیں۔ تاحال اس کے متعلق کوئی تصفیہ نہیں ہو سکا۔

ٹوکیو ۲۰؍اگست۔ دریائے زرد کے کنارے ایک لاکھ چینی فوج جمع ہو رہی ہے۔ دریائے ینگسی کی وادی میں چینیوں نے جاپانیوں کو زبردست شکست دی ہے۔ جس کی وجہ سے جاپان کی پیش قدمی رک گئی ہے ہنکاؤ کی طرف جانے والی جاپانی افواج کو چینیوں نے ۴۰ میل کے فاصلہ پر روک دیا ہے۔ اگر ان کو کمک نہ پہنچی۔ تو ان کا خاتمہ یقینی ہے۔ جنگ کے آغاز سے اب تک جاپانیوں کو اتنا نقصان نہیں ہوا تھا۔ جتنا یہاں ہوا ہے۔

لاہور ۲۰؍اگست۔ وزارت پارٹی کے ریذیڈنٹ سیکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ وزیر اعظم نے ضلع امرتسر کے کسانوں کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ میرے اپنے اخبار کا نام انقلاب ہے ان الفاظ اور ان پر مختلف اخبارات کے تبصروں سے کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے اور دریافت کیا جا رہا ہے کہ کیا اخبار انقلاب کے مالک وزیر اعظم ہیں۔ اور اس کی تحریروں کے وہ ذمہ وار ہیں اس لئے یہ توضیح ضروری ہے کہ وزیر اعظم کے الفاظ کا مطلب یہ تھا۔ کہ اخبار انقلاب ان اخبارات میں سے ہے جو ان کی حکمت عملی کے مستقل حامی ہیں۔

کراچی ۲۰؍اگست۔ آج اچانک نوابشاہ ریلوے سٹیشن پر ڈاک کے تین تھیلے پراسرار طور پر اڑا لئے گئے۔

لنڈن ۲۰؍اگست۔ اٹلی مجلس عدم مداخلت کی تجاویز کے باوجود ہسپانیہ کے باغیوں کی مدد کر رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ مسولینی ہسپانیہ میں فرنیکو گورنمنٹ کے قیام کا متمنی ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے بعد برطانی اطالوی معاہدے پر عمل درآمد ہو۔ چنانچہ خیال ہے کہ برطانیہ بھی اس وقت تک اس معاہدہ پر باقاعدہ دستخط نہیں کرے گا۔ جب تک اٹلی ہسپانیہ سے اپنی افواج واپس نہیں بلا لیتا۔

میڈرڈ ۲۰؍اگست۔ باغیوں نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے بہت سے اہم مقامات پر قبضہ کر لیا ہے اور سرکاری فوجوں کو زبردست شکست ہوئی ہے۔ لیکن سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اس کی افواج بدستور اپنی پوزیشن پر قائم ہیں۔

روما ۲۰؍اگست۔ طرابلس اور لیبیا کے مسلمانوں کے ایک وفد نے مسولینی سے درخواست کی۔ کہ لیبیا میں سرسبز اور شاداب باغات واراضیات اطالوی آبادکاروں کے حوالے کی جا رہی ہیں اور مسلمانوں کے حقوق کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ مسولینی نے جواب میں کہا۔ کہ عرب ہمارے دست و بازو ہیں۔ ہم ان کے مفاد کو نظر انداز نہیں کر سکتے اور کہ ان کی شکایات کے تدارک کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

دہلی ۲۰؍اگست۔ گاندھی جی نے حال ہی میں ہڑتالوں وغیرہ کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے ہیں۔ ان کی مذمت کے لئے ٹریڈ یونین کے زیر اہتمام ایک جلسہ ہوا۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ اگر گاندھی جی اپنا بیان واپس نہ لیں۔ تو تمام ملک میں اس کی مذمت کے لئے مظاہرے اور جلسے کئے جائیں۔

واردھا ۲۰؍اگست۔ گاندھی جی نے اپنے اخبار ہریجن میں فسادات برما کے متعلق ایک طویل مقالہ میں لکھا ہے کہ اگر بدھ مت اور اسلام کے پیرو باہمی اخوت کا ثبوت دیتے تو ایسے حوادث رونما نہ ہوتے۔ اخبارات کے بیانات کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ برما میں مسلمانوں کے خون سے ہی زیادہ ہولی کھیلی گئی ہے یہ فساد جو مذہبی آڑ میں ہوا ہے۔ دراصل اس جذبہ کے ماتحت ہے۔ جو برمیوں میں ہندوستانیوں کے متعلق مدت سے پرورش پا رہا تھا ہندوستانیوں کو چاہئے۔ کہ برما میں تجارتی کاروبار میں برمیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک کیا کریں۔ تا ایسے واقعات نہ ہوں۔

غلام محمد قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی